استفتاء بمعہ فتویٰ

اسلام آباد کے ایک مقامی نام نہاد عالم اور کچھ شر پسند و ملک دشمن عناصر اشتعال انگیز / متنازعہ بیانات دے رہے ہیں ،جن کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات جواب طلب ہیں:۔

ا۔ اسلام میں جہاد کا کیا حکم ہے؟ اور اسکا اعلان کن حالات میں جائز اور کون کرے گا؟ کیا ہر کسی کو جہاد کے اعلان کا حق ہے؟

۲: ہمارا ملک مملکت خداداد پاکستان جو لا الہ الا اللہ کے نعرہ پر آزاد ہوا ہے، کیا اسکی سلامتی اور حفاظت کے لئے اندرونی یا بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں مرنے والے پولیس اور فوجی اہل کار شہید نہیں؟

۳: کیا اسلامی ریاست کے دفاع کرنے والے پولیس اور افواج کے خلاف اعلان جنگ کرنا اور ان کے خلاف ہتھیار اٹھانا جائز ہے؟

۴۔ کیا اسلامی ریاست کے اندر فتنہ و فساد پھیلانا جائز ہے؟ اور جو شخص ایسا کرتا ہو اسکے بارے میں کیا حکم ہے؟

۵۔ کیا جمہوریت کفر ہے؟

۶: کیا اسلامی شریعت میں ہر مسلمان کے لئے داڑھی رکھنا لازمی ہے؟ کیا بغیر داڑھی کے کوئی مرد اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا؟

۷: کیا ٹائی پتلون پہنا کفر ہے اور کیا اسکے استعمال سے ایک مسلمان دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے؟

المستفتی

محمد زاہد خان، ساکن پشاور خیبر پختونخوا

سوال نمبر ا۔ اسلام میں جہاد کا کیا حکم ہے؟ اور اسکا اعلان کن حالات میں جائز اور کون کرے گا؟ کیا ہر کسی کو جہاد کے اعلان کا حق ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق

اسلامی تعلیمات کی رو سے جہاد ایک اہم اور بنیادی عبادت ہے لہذا اگر بعض لوگوں کے ذریعے اعلاء کلمۃ اللہ کا مقصود اور اسلامی ریاست کا دفاع حاصل ہو سکتا ہو تو جہاد فرض کفایہ ہے ورنہ فرض عین ہے۔

"قال العلامة الحصكفى فهو فرض كفاية اذا حصل المقصود بالبعض والا ففرض عين قال العلامة ابن عابدين قلت يعنى لانه يكون فرض عين على من يحصل به المقصود وهو دفع العدوفمن كان بحذاء العدو اذالم يمكنهم مدافعته يفترض عينا على من يليهم وهكذا كما سياتى ولا يخفى ان هذا عند هجوم العدو او عند خوف هجومه"۔ (رد المختار 7/6 19كتاب الجهاد)

اور اس کا اعلان اسلامی ریاست کا سربراہ کرے گا کیونکہ اسلامی ریاست کے بنیادی اہداف اور اغراض میں سے ہے کہ اسلامی ریاست کا سربراہ اسلام کے مبادیات کی حفاظت کرکے لوگوں کے درمیان عدل وانصاف قائم کرے اور اسکے ساتھ وطن عزیز اسلامی ریاست کی سرحدات کی دشمن سے حفاظت کرنا وغیرہ وغیرہ بھی اسکی ذمہ داری میں داخل ہے اس لیے اقدامی جہاد کا اعلان اسلامی ریاست کا سربراہ کرے گا، ہر شخص کو جہاد کے اعلان کا حق حاصل نہیں، امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے باب يقاتل من وراء الامام و يتقى به اس ترجمۃ الباب کی تشریح شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ کی شرح بخاری کشف الباری میں ہے امام المسلمین ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے وہ اپنی نوعیت کی دشمنوں سے حفاظت کرتا ہے اور دین کی نگہبانی کرتا ہے اور نظریاتی سرحدوں کی پاسبانی کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے دفاع میں قتال کیا جائے گا اور دشمنوں کے شر وفساد اور ظلم سے بچنے کے لیے امام کی پناہ لی جائے گی کیونکہ اگر امام عادل کی تائید اور حمایت میں جنگ نہیں کی جائے گی تو فتنے پھوٹ پڑیں گے، ہر سو انارکی پھیل جائے گی اور بدامنی کا دور دورہ ہو گا، فتنوں سے بچنے کے لئے امام کی حمایت میں لڑنا ضروری ہے (کشف الباری ۲/ ۹۵ کتاب الجهاد السیر)۔

اور حدیث پاک میں بھی اس طرف وضاحت کیا گیا ہے:۔

"عن ابی هریر قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن یطع الامیر فقد اطا عنی ومن یعص الامیر فقد عصانی وانما الامام جنۃ یقاتل من ورائہ ویتقی بہ فان امر بتقوی الله وعدل فان الله بذالک اجراوان قال بغیرہ فان علیہ منہ" ۔(متفق علیہ ۔ صحیح بخاری ج 1 / 415 کتاب الجهاد باب ایقاتل من ورائ الامام)

ترجمہ:"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے میری فرمانبرداری کی اس نے اللہ تعالی کی فرمانبرداری کی اور جس شخص نے میری نافرمانی کی اس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس شخص نے اپنے امیر (سردار) کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس شخص نے اپنے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی! اور یاد رکھو! امام یعنی سربراہ مملکت (مسلمانوں کے لئے) ڈھال کی مانند ہے جس کے پیچھے سے (یعنی اس کی طاقت کے بل بوتے پر) جنگ کی جاتی ہے اور جس کے ذریعہ (دشمنوں کی آفات وبلیات سے) حفاظت حاصل کی جاتی ہے پس اگر وہ (امام) اللہ سے ڈر کر (اس کے قانون کے مطابق) فیصلہ کرے اور عدل و انصاف سے کام لے تو اس کی وجہ سے وہ امام بڑے اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر وہ ایسا نہ کرے (یعنی اس کے احکام و فیصلے اللہ کے خوف قانون الہی کی روح اور عدل و انصاف سے خالی ہوں) تو اس کی وجہ سے وہ سخت گنہگار ہوگا"۔

"قال الام محمدؒ بنبغی للامام اذا بحث سریۃ قلت او کثرت ان لا یبعثهم حتی یؤمر علیهم بعضهم" (شرح السیر الکبیر لمحمد بن الحسن الشیبانی ۱/ ۶۰ باب الامارۃ)۔

"امیر المسلمین پر لازم ہے کہ جب وہ جہاد کے لیے کوئی لشکر روانہ کرے چاہے لشکر بڑا ہو یا چھوٹا، تو لشکر کو اس وقت تک روانہ نہ کرے کہ جب تک ان پر کسی کو امیر مقرر نہ کرے"

"روی حدیث ابن بریدۃ عن ابیہ بروایۃ ابی حنیفۃ ان النبي صلی الله علیه سلم کان اذا بعث جیشا او سریۃ قال لهم اغزوا باسم الله الخ" (شرح السیر الکبیر لمحمد بن الحسن الشیبانی ۳۸/۱ ،باب وصایا الامرا)۔

"ثم ذکر حدیث ابن عمرؓ قال بعث ابو بکر الصدیقؓ یزید بن ابي سفیان علی جیش فخرج معه یمشی و هو یوصیه الخ" (شرح السیر الکبیر لمحمد بن الحسن الشیباني ،باب وصایا الامراء ۳۹/۱)۔

''وقال الله تعالیٰ یاایها النبی حرض المؤمنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائة یغلبوا الفامن الذین کفروا بانهم قوم لا یفقهون (الایة)''۔

ترجمہ:"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنین کو جھاد کی ترغیب دیجئے اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو دو سو پر غالب آجائینگے اور اگر تم میں سے سو آدمی ثابت قدم ہونگے تو ایک ہزار کفار پر غالب آجائیں گے، اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے"۔

سوال نمبر ۲۔ ہمارا ملک مملکت خداداد پاکستان جو لا الہ الا اللہ کے نعرہ پر آزاد ہوا ہے، کیا اسکی سلامتی اور حفاظت کے لئے اندرونی یا بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں مرنے والے پولیس اور فوجی اہل کار شہید نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق

اسلامی ریاست کی حفاظت وہاں کے تمام باشندگان پر لازم ہے۔ مملکت خداداد پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے، تو اس کی سلامتی اور حفاظت کے لئے کسی بھی قسم کے دشمن کے ساتھ مقابلے میں جو فوجی اور پولیس اہل کار دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جائے وہ شہید ہیں اور اس کی شہادت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

نفیر عام کی صورت میں جو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے وہ بھی اسلامی ریاست کے دفاع کی میں فرض ہوتا ہے کیونکہ نفیر عام کی صورت تب ہوتی ہے کہ جب کفار کی افواج مسلمانوں کے وطن میں داخل ہوں تو یہ نفیر عام ہے (فتاوی فریدیہ ۶/۴۲۱)۔

''وقال العلامة ابن عابدین (قوله ان هجم العدو) ای دخل بلدة وهذه بفتنة وهذه الحالة تسمى النفير العام''۔
(ردالمحتار ۶/۲۰۲، کتاب الجهاد)

اسی طرح اسلامی ریاست، فوج اور پولیس کی حفاظت کے لیے جو چوکیداری کی جاتی ہے اسی کو رباط کہا جاتا ہے اور قرآن کریم واحادیث مبارکہ میں رباط کی بہت فضیلت آئی ہے۔ رباط "ارتباط" سے ہے جو باندھنے کے معنی میں آتا ہے کیونکہ سرحدات اسلامیہ پر پہرہ دینے والا شخص بھی اپنے گھوڑے اور اپنے آپ کو سرحد پر باندھ کر پہرہ دیتا ہے

قرآن کی آیت **واعدو لهو ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله و عدو کم (الاية) اور يايها الذين امنوا صبروا وصابروا ورابطوا (الاية)** سے رباط ماخوذ ہے۔

"عن سهل بن سعدؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رباط يوم في سبيل الله خير من الدنيا وما عليها (منتفق عليه)"۔ (مشكوة على صدر مرقات ۳۵۶/۷)

"حضرت سہیل بن سعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن کی چوکیداری دنیا سے اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے"۔

"من سلمان الفارسی قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رباط يوم وليلة في سبيل الله خير من صيام شهر و قيامه و ان مات جرى عليه عمله الذي كان يعلمه واجرى عليه رزقه وامن الفتان رواه مسلم"۔ (مشكوة على صدر مرقات ۳۵۷/۷، كتاب الجهاد)

ترجمہ: "حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمائے ہوئے سنا کہ جہاد میں ایک دن اور ایک رات چوکیداری کی خدمت انجام دینا ایک مہینے کے روزے اور شب بیداری سے بہتر ہے اور اگر وہ چوکیدار اس خدمت کی انجام دہی کے دوران مر جائے تو وہ جس نیک عمل پر عامل تھا اس کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی ہمیشہ پہنچتا رہے گا اور اسکے لیے جنت کے طعام و شراب سے اس کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور وہ شیطان یا دجال کے مکر و فریب اور قبر میں عذاب کے فرشتے کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے"۔

اسی طرح دوسرے احادیث میں بھی رباط کی بڑی فضیلتیں مذکور ہیں، تو جب اسلامی ملک کی سرحدات پر پہرہ دینے اور کفار کی سرحدات پر نظر رکھنے کا نام رباط ہے، اس لئے جو فوجی جوان اور پولیس اہلکار مملکت خداداد پاکستان کی حفاظت کرتے ہوئے دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جائے وہ بلاشک و شبہ شہید ہے۔

سوال نمبر ۳۔ کیا اسلامی ریاست کے دفاع کرنے والے پولیس اور افواج کے خلاف اعلان جنگ کرنا اور ان کے خلاف ہتھیار اٹھانا جائز ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق

اسلامی تعلیمات کی رو سے امیر کی اطاعت سب پر لازم اور ضروری ہے۔ اس کے خلاف خروج بغاوت ہے، اس لئے اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام رعایا پر لازم ہے کہ وہ ریاست کے قانون کی پاسداری کرتے ہوئے امیر کی اطاعت کرے، علامہ مبارکؒ نے اپنی کتاب نظام الحکم میں لکھا ہے کہ:۔

"طاعۃ الناس للسلطۃ والحاکم ضروریۃ" (بحوالہ اسلام کا نظام سیاست وحکومت ۱/ ۴۲۸، اطاعت امیر)

عوام پر یہ لازم ہے کہ امیروں کی اطاعت کریں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ:۔

"یایھاالذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوالرسول واولی الامرمنکم" (الایۃ)

" اے ایمان والوں تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:۔

"السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ"۔(صحیح بخاری ۱۰۵۷/۲، کتاب الاحکام)

حاکموں کی بات سننا اور ان کی اطاعت اس وقت تک مسلمانوں پر لازم ہے جب تک انہوں نے گناہ پر حکم نہ کیا ہو اگر اس نے گناہ پر حکم کیا تو اس کی بات کو سننا اور اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔

"وعن وائل بن حجر قال سال سلمۃ بن یزید الجعفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا نبی اللہ ارایت ان قامت علینا امراء یسالونا حقھم ویمنعونا حقنا فما تا مرنا قال اسمعوا واطیعوا فانما علیھم ماحملوا وعلیکم ماحملتھم"۔ (راوہ مسلم، مشکوۃ 319/2 کتاب الامارۃ و القضاء)

ترجمہ: "اور حضرت وائل بن حجر کہتے ہے کہ حضرت سلمہ ان یزید جعفی نے رسول کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا کہ یارسول اللہ! اس بارے میں ہمارے لئے آپ ﷺ کی کیا ہدایت ہے کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مقرر ہوں جو ہم سے تو اپنے حق (یعنی اطاعت وفرمان برداری) کا مطالبہ کریں لیکن ہمیں ہمارا حق (یعنی عدل وانصاف اور مال غنیمت کا حصہ

)نہ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا،، تم ظاہر میں ان کی بات سنو اور باطن میں ان کی فرمان برداری کرو (ان کی بات اور ان کے احکام کو سننا ظاہری اطاعت ہے اور ان احکام پر عمل کرنا باطنی فرمان برداری ہے) یاد رکھو! ان پر وہ چیز فرض ہے جو ان کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے (یعنی رعایا کو عدل وانصاف دینا اور ان کے حقوق ادا کرنا) اور تم پر وہ چیز فرض ہے جو تمھارے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے (یعنی اپنے حاکم وسردار کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اور اگر ان حاکموں کی طرف سے تمھاری حق تلفی ہو یا کوئی اور مصیبت پیش آئے تو اس پر صبر کرنا)"۔

"وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من رای من امیرہ شیئا یکرھہ فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا فیموت الامات میتۃ جاھلیۃ (متفق علیہ)"(صحیح مسلم ۲/۱۳۶)۔

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے امیر وسردار کی طرف سے کوئی ایسی بات دیکھے جو اس کو (شرعاًیاطبعاً) پسند نہ ہو تو اس کو اس پر صبر کرنا چاہیے اور اسکی وجہ سے امام کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند نہ کرنا چاہیے کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر (بھی) جدا ہوا اور (توبہ کئے بغیر اسی حالت میں) مر گیا تو اس کی موت اہل جاہلیت کی موت کی مانند ہو گی"۔

"وعن ام سلمۃ قالت قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم یکون علیکم امراء تعرفون و تنکرون فمن انکر فقد بری ومن کرہ فقد سلم ولکن من رضی و تابع قالوا افلا نقاتلھم قال لا ما صلوا لا ما صلوا ای من کرہ بقلبہ وانکر بقلبہ"۔

(صحیح مسلم ۲/ ۱۳۷ ،کتاب الأمارة باب وجوب الانکار)

ترجمہ: "اور حضرت ام سلمہ کہتی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ایسے لوگ بھی تم پر حاکم مقرر کئے جائیں گے جو اچھے اور برے دونوں قسم کے کام کریں گے لہذا جس شخص نے انکار کیا (یعنی جو شخص اپنے حاکم کے سامنے زبان سے یہ کہنے پر قادر ہو کہ تمھارا یہ فعل برا ہے اور اس نے اس طرح کہہ بھی دیا) تو وہ نفاق اور مداہنت سے پاک اور (اپنی ذمہ داری سے) بری ہو گیا، اور جس شخص نے مکروہ جانا (یعنی جو شخص حاکم کے منہ پر اس کے کسی برے فعل کو بیان کردینے پر قادر نہ ہو لیکن اپنے دل سے اس کے کسی فعل کو برا سمجھے) تو وہ سالم رہا (یعنی اس فعل کی برائی وگناہ اور اس

کے وبال میں شریک ہونے سے محفوظ رہا) لیکن جو شخص (حاکم کے برے افعال پر دل سے) خوش ہوا اور (خود بھی ان برے افعال میں مبتلا ہو کر گویا) حاکم کی اتباع کی (تو وہ گناہ اور اس کے وبال شریک ہوا) صحابہ نے عرض کیا کہ (ایسی سورت میں جبکہ حکام برائیوں میں مبتلا ہو جائے اور ان کا اثر عوام پر بھی پڑنے لگے تو) کیا ہم ان کے خلاف جنگ نہ کریں؟، تو آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں، نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں،، یعنی جس شخص نے اپنے دل سے برا سمجھا اور اپنے دل سے انکار کیا"۔

لہذا جب اسلامی ریاست کی اطاعت وہاں کے باشند گان پر لازم ہے تو اسلامی ریاست کے دفاع کرنے والوں پولیس اور فوجی اہل کار کے خلاف اعلان جنگ کرنا اور ان کے خلاف ہتھیار اٹھانا دراصل اسلامی ریاست کی اطاعت کی خلاف ورزی ہے۔ جو شرعاً ناجائز و حرام ہے اور اسکے مرتکبین سزا کے مستحق ہیں۔

سوال نمبر ۴۔ کیا اسلامی ریاست کے اندر فتنہ وفساد پھیلانا جائز ہے؟ اور جو شخص ایسا کرتا ہوا اسکے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق

اسلامی تعلیمات کے مطابق اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام باشند گان پر وہاں کے قوانین اصول وضوابط کالحاظ رکھنا اور ان پر عمل کرنا لازم اور ضروری ہے۔

کسی بھی صورت وہاں کے قانون کی پاس داری سے گریز کرنا شرعاً ناجائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ امیر کی مخالفت کو سختی سے منع فرمایا ہے۔

متواتر احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ کسی مسلمان حکومت کے خلاف کاروائیاں کرنا بدترین گناہ ہے۔

لہذا اسلامی ریاست کے اندر کسی قسم کا فتنہ وفساد ریاست کے خلاف کسی بھی قسم کی محاذ آرائی، لسانی، علاقائی، مذہبی، مسلکی اختلافات اور قومیت کے نام پر تخریب وفساد پھیلانا شریعت مقدسہ کے اصول کی رو سے جائز نہیں اور جو شخص

ایسا کرے گا وہ شخص پاکستان کے دستور قانون سے بغاوت ہو گا اور جو بھی ایسا کرے گا وہ سزا کا مستحق ہو گا کیونکہ قرآن مجید میں واضح اعلان ہے:۔

"فقاتلوا التي تبغی حتی تفی الی امر الله"۔ (الحجرات:۹)

ترجمہ:"جو گروہ بغاوت کر رہا ہو اس سے اسوقت تک لڑو جب تک وہ اللہ کے حکم کی طرف واپس نہ آجائے"۔

اسی طرح اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:۔

"إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوْ يُصَلَّبُوٓاْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُواْ مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُواْ عَلَيْهِمْ ۖ فَٱعْلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ" (المائدة ۳۳-۳۴)۔

ترجمہ:"جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں اور زمین میں دہشت پھیلاتے ہیں انکی سزا یہی ہے کہ انکو قتل کیا جائے یا انکو سولی پر لٹکا یا جائے یا انکے ہاتھ اور پیر مخالف سمیت سے کاٹ دیا جائے یا اُنکو سر زمین سے نکال دیا جائے یہ انکی دنیا میں رسوائی ہے اور اخرت میں انکے لیے بڑا عذاب ہے، سوائے ان کے کہ جو مسلمانوں کے قابو پانے سے پہلے پہلے توبہ کر لیں جان لو بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔"

"عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ يُفَرِّقُ بَيْنَ أُمَّتِي فاضربوا عنقه"۔(رواه النسائی)

ترجمہ:"حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص امام وقت کے خلاف خروج کرے اور اس طرح وہ میری امت میں تفرقہ ڈالے تو اس کی گردن اڑادو"(نسائی)۔

امام وقت، امت کے اتحاد و اجتماعیت کا بنیادی محور ہوتا ہے اس کی اطاعت و فرمانبرداری ہر مسلمان پر اسی لئے لازم ہے کہ اس کی وجہ سے نہ صرف اسلام کی تعلیم اجتماعیت کا تقاضا پورا ہوتا ہے بلکہ مسلمان ایک جھنڈے کے نیچے متفق

ومتحد رہ کر اسلام دشمن و مسلم مخالف طاقتوں کے مقابلہ پر ایک مضبوط چٹان بن جاتے ہیں اور اس طرح وہ اسلام کی شان و شوکت کو باقی رکھنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص اس اجتماعی دائرہ سے نکلتا ہے تو وہ صرف ایک برائی کا مرتکب نہیں ہوتا بلکہ پوری امت کے اتفاق واتحاد کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی اعتراض ہو تو اس کے اس شک وشبہ اور اعتراض کو دور کیا جائے لیکن اس کے باوجود وہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے اور اصلاح کی کوئی کوشش اس کو سرکشی و بغاوت کی راہ سے واپس نہ لا سکے تو پھر اس کو مار ڈالا جائے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے ساتھ کیا۔ (مظاہر حق ۳/۶۵۱، کتاب القصاص، باب قتل اھل الردۃ والسعادۃ بالفساد)

سوال نمبر ۵۔ کیا جمہوریت کفر ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق

اس میں شک وشبہ نہیں کہ مغربی جمہوریت جس کی بنیاد عوام کی حکمرانی کے تصور پر ہے۔ اسلامی تعلیمات کے قطعی خلاف ہے کیونکہ اسلام کی بنیاد اللہ کی حاکمیت اعلی کے عقیدے پر ہے۔

جیسے قرآن کریم نے ان الحکم الا للہ (الایۃ) کے مختصر جملے میں ارشاد فرمایا ہے، لہذا مغربی جمہوریت کو اپنے تصورات کے ساتھ برحق سمجھنا عہد حاضر کی بدترین گمراہیوں میں سے ہے اور ایسے لوگوں کو شرعی طور پر گمراہ کہا جائے گا اور اگر کوئی شخص اس تفصیل کے ساتھ مغربی جمہوریت کو برحق سمجھے کہ پارلیمنٹ اگر کوئی قانون قرآن کریم کے کسی صریح حکم کے خلاف نافذ کردے تو (معاذ اللہ) پارلیمنٹ کا قانون ہی برحق ہوگا تو ایسا اعتقاد کفر ہے لیکن اگر کوئی شخص پارلیمنٹ کے فیصلوں کو قرآن وسنت کے تابع قرار دے تو اس کو کفر یا گمراہی نہیں کہہ سکتے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ مغربی جمہوریت کو جوں کا توں قبول نہیں کرتا (فتاری عثمانی ۳/۵۰۷) کتاب العمارۃ السیاسۃ) لہذا مطلق جمہوریت کفر نہیں۔

سوال نمبر ۶۔ کیا اسلامی شریعت میں ہر مسلمان کے لئے داڑھی رکھنا لازمی ہے؟ کیا بغیر داڑھی کے کوئی مرد اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا؟

الجواب وباللہ التوفیق

تمام انبیاء کرام اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، تمام صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور امت مسلمہ کے تمام بزرگان دین نے داڑھی رکھی ہے، اس لئے داڑھی رکھنا تمام انبیاء کرام کی سنت ہے اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کی ترغیب دی ہے اس لیے جمہور اہل علم کے ہاں داڑھی رکھنا سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے اور اس کے منڈوانے کو علماء امت نے حرام قرار دیا ہے۔

"لقوله علیه السلام خالفو المشرکین وفرو اللحی واحضو الشوارب"۔(صحیح البخاري ۸۷۵/۲، باب تقلیم الاظفار)

"و عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم جزوا الشوارب و ارخواللحی خالفوا المجوس"۔(صحیح المسلم ۱۲۹/۱ باب خصال الفطرة)

"وعن عائشۃؓ قالت قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعضاء اللحیة والسواک الخ"۔ (صحیح مسلم ۱۲۹/۱)

"قال العلامۃ العینی واراد الفطرة السنۃ القدیمۃ التی اختار الانبیاء علیهم السلام وانفقت علیها الشرائع فکانها امرجلی فطروا علیه"۔(عمدة القاری ۱۵/ ۸۸، باب قص الغارب)

"وقال النووی ومعناه انها من سنن الانبیاء صلوات الله علیهم وسلامه"۔ (شرح المسلم للنووی۱/۱۲۹)

"قال العلامة الحصکفی یحرم علی الرجل قطع لحیته"۔ (الدرالمختار علی قدر رد المحتار ۴۰۷/۶کتاب الحظرة الاباحۃ فصل فی البیع)

"وقال المرغیناني ان حلق الشعر فی حقها مثلة کحلق اللحیة في حق الرجال" ۔(الهدایة ۱/ ۲۰۰،کتاب الحج باب الاحرام)

الجواب: داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا منڈانا حرام ہے۔(فتاوی محمودیہ ۱۹/ ۳۹۲)۔

(ہکذا فی فتاوی دار العلوم زکریا ۷/ ۲۸۶)

اس لیے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ داڑھی رکھے مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کو جو شخص داڑھی نہ رکھتا ہو اور وہ داڑھی منڈواتا ہو تو وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں۔ داڑھی منڈا بھی مسلمان ہے اس کے ساتھ بھی مسلمانوں جیسا رویہ رکھنا ہو گا اور اس کے ساتھ بھی مسلمانوں جیسے تعلقات قائم رکھنے ہو نگے۔

سوال نمبر ۷۔ کیا ٹائی پتلون پہننا کفر ہے اور اسکے استعمال سے ایک مسلمان دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق

اسلام نے عورت کو ستر چھپانے کا حکم دیا ہے اور ستر چھپانے میں بھی صلحا اور اللہ تعالی کے نیک بندوں جیسا لباس پہننے کا حکم دیا ہے اور ایسے لباس کے استعمال سے منع فرمایا ہے جس میں کفار یا فساق کی مشابہت ہو ایک وقت تھا کہ ٹائی اور پتلون انگریزی لباس سمجھا جاتا تھا مگر آج کل یہ لباس مسلمانوں میں بھی عام ہو چکا ہے اس لیے جہاں اِس لباس کو کفار و فساق کا شعار نہ سمجھا جاتا ہو تو اسکے استعمال میں کوئی حرج نہیں اور جہاں یہ کفار و فساق کا شعار سمجھا جاتا ہو تو پھر اسکا استعمال کراہت سے خالی نہیں مگر آج تک کسی بھی عالم دین اور کسی بھی مفتی نے ٹائی اور پتلون کے استعمال کو کفر اور دائرہ اسلام سے اخراج کا ذریعہ قرار نہیں دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے سرکاری دفتر کے ملازمین کو پتلون وغیرہ پہننے کو جائز کہا ہے۔

کمافی فتاوی محمودیہ الجواب: اگر وہاں پتلون کفار و فساق کا مخصوص شعار نہیں ہے تو پہننا جائز ہے۔ (۱۹/۲۸۷)

الجواب: ٹائی ایک وقت میں نصاری کا شعار تھا اس وقت اس کا حکم بھی سخت تھا۔ اب غیر نصاری بھی بکثرت استعمال کرتے ہیں، اب اس کے حکم میں تخفیف ہے، اسکو شرک یا حرام نہیں کہا جائے گا۔ (فتاوی محمودیہ ۱۹/۲۸۹)

"قال العلامة تقی العثماني فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل و المرأة لا تقره الشريعة الإسلامية ،مهما كان جميلا او موافقا لدور الازياء وكذلك اللباس الرقيق او اللاصق بالجسم الذي يحكی للناظرشكل حصة من الجسم الذي يجب ستره فهو في حكم ما سبق فی الحرمة وعدم الجواز" ۔ (تكملة فتح الملهم ۸۸/۴، كتاب اللباس والزينة)

مگر یہ بات مسلم ہے کہ جہاں کہیں ٹائی، پتلون پہننے کو کسی بھی وجہ سے ضروری سمجھا جاتا ہو تو وہاں اس کا استعمال جائز ہے اسکے استعمال سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جاسکتا۔

والله اعلم وعلمہ اتم

شیخ الحدیث مولانا قاری احسان الحق

(دار العلوم سرحد پشاور)

مفتی سبحان اللہ جان

(دارالافتاء، مدرسہ درویش امداد العلوم پشاور)

ڈاکٹر مولانا عطاء الرحمان

(مہتمم جامعہ تفہیم القرآن مردان)

(صوبائی ناظم اعلیٰ ربط المدارس)

مولانا حسین احمد

(صوبائی ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ)

مولانا ڈاکٹر عبد الناصر

(صدر تنظیم المدارس خیبر پختونخواہ)

مفتی مختار اللہ حقانی

(دارالافتاء، جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

مولانا طیب قریشی

(چیف خطیب خیبر پختونخوا)

مولانا سلمان الحق حقانی بن مولانا انوار الحق حقانی

(جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک)

(زمہ دار، وفاق المدارس العربیہ)

مولانا رحمت اللہ قادری

(صوبائی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس)

مولانا عمر بن عبد العزیز
(صوبائی ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ)

علامہ عابد حسین شاکری
(مہتمم، جامعہ عارف الحسینی پشاور)
(صوبائی ناظم اعلیٰ وفاق المدارس الشیعہ)

مفتی معراج الدین سرکانی
(جامعہ آمانیہ پشاور)

مفتی رضا محمد حقانی
(جامعہ تعلیم القرآن پشاور)

مفتی خالد عثمانی
(جامعہ اسلامیہ کوہاٹ)

مفتی شیخ اعجاز
(جامعہ مسجد اہلحدیث، فوارہ چوک پشاور)

مولانا عبد الکریم
(علماء کونسل خیبر پختونخواہ)